جناب مولانا محمد عبید اللہ عفیف

قسط (آخری)

مجلسِ واحد کی طلاقِ ثلاثہ پر ایک تحقیقی نظر

حدیث خامس:

عن ابی ملیکہ- ان ابا الجوزاء اتی ابن عباس فقال اتعلم ان ثلاثا کن یردون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی واحدۃ؟ قال نعم" قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد" (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۹۶)

جناب ابو جوزاء عبد اللہ بن عباس رضؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ "کیا مجلسِ واحد کی تین طلاقیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک متصور نہیں ہوتی تھی"؟ تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا، "ہاں ایسا ہی تھا"!

رہی اس حدیث کی صحت، تو امام حاکم نے اسے صحیح السند قرار دیا ہے مگر اس کے ایک راوی عبد اللہ بن مؤمل کو بعض نے متکلم فیہ قرار دیا ہے لیکن محقق شہیر علامہ محمد احمد شاکر مصری نے کہا ہے "الحق انہ ثقۃ"! صحیح بات یہ ہے کہ عبد اللہ ثقہ راوی ہیں"

حدیث سادس:

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امراتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی، قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ" (سنن نسائی مع تعلیقات سلفیہ)

حضرت محمود بن لبید صحابی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ایسے آدمی کی خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی تھیں، تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جلال میں آکر فرمانے لگے، "کیا میری حیات ہی میں کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے"؟

پچھلی احادیث صحیحہ کی طرح یہ حدیث بھی صحیح ہے مگر امام ابوحاتمؒ اور امام مسلمؒ نے محمود بن لبید کو تابعین میں شمار کیا ہے لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ حافظ ابن حجرؒ نے ان کو صغارِ صحابہ میں شمار کیا ہے:

"محمود بن لبید بن عقبۃ بن ابی رافع الاوسی الاشہلی ابونعیم المدنی صحابی صغیر وجل روایتہ عن الصحابۃ" (تقریب ص۳۳۰)

صاحبِ سبل السلام لکھتے ہیں:

"محمود بن لبید ابن ابی رافع الانصاری الاشہلی ولد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحدث عنہ احادیث قال البخاری لہ صحبۃ .... وقد ترجم لہ احمد فی مسندہ واخرج لہ احادیث لیس فیہا شیء صرح فیہ بالسماع" (ص۱۷۳ ج۳ و فتح العلام ص۱۴۰ ج۲)

یعنی "محمود بن لبید انصاری اشہلی عہدِ رسالت میں پیدا ہوئے اور آپؐ سے احادیث بیان کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان کو صحابی کہا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ان کا ترجمہ قائم کر کے ان سے صحیح صحیح روایات نقل کی ہیں جن میں کوئی کلام نہیں نیز سماع کی تصریح بھی فرمائی ہے اور اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے "رواتہ موثقون" کی تصریح کی ہے۔

قال ابن کثیر: "اسنادہ جید" (نیل الاوطار ص۲۵۵ ج۶)

مزید برآں علامہ محمد حامد فقی ازہری لکھتے ہیں:

"رواہ الدار قطنی ایضا عن علیؓ" (تعلیق بلوغ المرام)

یعنی امام دار قطنی نے اس روایت کو (محمود کی بجائے) حضرت علیؓ سے بھی روایت کیا ہے۔"

علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر محمود کو تابعین میں شمار کر لیا جائے تو بھی یہ روایت مرسل ہوگی اور قائلینِ ثلاثہ کے نزدیک مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔

یہ چھ ایسی صحیح احادیثِ رسولؐ ہیں کہ جن کی روشنی میں علمِ شریعت کی تھوڑی سی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی اچھی طرح جان سکتا ہے کہ مجلسِ واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔ نہ صرف یہی مسلک صحیح ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح احادیث سے

بھی یہی منقول ہے اور بس !

تاہم اصولِ تحقیق کے مطابق مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قائلینِ طلاقِ ثلاثہ کے دلائل بھی قارئین سے اوجھل نہ رکھے جائیں تاکہ مسئلہ کے اس پہلو کی حقیقت بھی سامنے آجائے۔

قائلین کی پہلی دلیل :

قرآن مجید میں ہے :

" اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ " (البقرۃ : ۲۲۹)

اس آیتِ شریفہ سے وقوعِ ثلاث پر استدلال اس طرح ہے کہ جب دو طلاقیں اکٹھی جائز ہیں تو پھر تین بھی جائز ہیں۔

جواب :

یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ لفظ " مَرَّتٰنِ " " مَرَّۃٌ " کا تثنیہ ہے " مَرَّۃٌ " کا معنیٰ ایک مرتبہ اور " مَرَّتٰن " کے معنیٰ دو مرتبہ کے ہیں، جیساکہ شروع مقالہ میں از روئے لغت اور آیاتِ مقدسہ اس پر کافی تفصیل نقل ہو چکی ہے اور اس تفصیل کی روشنی میں " الطلاق مرتٰن " کا مفہوم یہ ہوگا کہ مختلف وقتوں میں الگ الگ دو مرتبہ طلاق دینا ہے مثلاً سائل کہے میں مفتی کے ہاں دو مرتبہ گیا یا یوں کہے کہ میں نے مفتی سے دو مرتبہ کہا یا دو مرتبہ مفتی سے ملاقات کی تو اس کلام میں اس کہنے کا یہی مفہوم سمجھا جائے گا کہ وہ شخص الگ الگ (دو مرتبہ) تھوڑے یا زیادہ عرصہ کے اندر مفتی کے ہاں گیا، یا مفتی سے الگ الگ دو مرتبہ کہا یا مفتی سے الگ الگ دو مرتبہ ملاقات کی۔

اعتراض :

ہماری اس گفتگو پہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ " مَرَّتٰن " کے لیے دو متفرق اوقات کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔ قرآن مجید میں ہے :

" وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ " (۳۳، ۳۱) کہ " جو کوئی تم ازواجِ رسولؐ میں سے اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کرے اور نیک عمل کرے ہم اسے دوگنا اجر دیں گے "

اور اسی طرح صحیحین میں ہے :

" ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ "

کہ "تین قسم کے لوگوں کو دوگنا اجر دیا جائے گا"
ان دونوں مثالوں سے معلوم ہوا کہ اجر کے لیے "مرتین" کا اطلاق ایک ہی وقت میں ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ایک لفظ کے مفہوم میں استعمال کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اسی "مرتین" یا "مرات" کو لیجیئے۔ اگر یہ صیغے کسی عینی چیز کے متعلق استعمال ہوں تو ایک ہی زمانہ میں پایا جانا ممکن ہوتا ہے جیسے شق قمر کے بارے میں مروی ہے:

"انشق القمر بمکۃ مرتین" (جامع ترمذی تفسیر سورہ قمر)
"مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا"

یہاں دو مرتبہ کا معنیٰ لینا غلط ہو گا۔ پیش کردہ دونوں حوالے بھی اسی نوع سے ہیں، اور اگر ان صیغوں کا استعمال کسی فعل کے سرزد ہونے سے متعلق ہو تو اس کا ایک زمانہ میں واقع ہونا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ ان کے تحت ایک وقت میں ایک ہی فعل پایا جا سکتا ہے تو پھر ایک وقت میں متعدد طلاقیں کیسے ممکن ہیں؟ ورنہ لازم آئے گا کہ کتاب وسنت میں جہاں کہیں بھی کسی کام کو چند بار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایک ہی دفعہ کر دینے سے ادا ہو جائے۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ جیسے لعان کے متعلق حکم کہ جانبین سے چار چار دفعہ اپنی صفائی پر قسمیں لی جائیں۔ اب ان میں سے کوئی کہے کہ میں چار دفعہ خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں تو یہ گواہی بالاتفاق غیر معتبر ہو گی (افادات من قاسم رحمہ)

اپنوں کا عدم اطمینان:

دوسرا جواب:

حافظ ابن حجرؒ "الطلاق مرتٰن" سے وقوع ثلاثہ کے استدلال کے رد میں لکھتے ہیں:

"وھو قیاس مع وضوح الفارق لان جمع الثنتین لا یستلزم البینونۃ الکبرٰی بل تبقی لہ الرجعۃ ان کانت رجعیۃ وتجدید العقد بغیر انتظار عدۃ ان کانت بائنا بخلاف جمع الثلاث"
(فتح الباری ص۳۱۹ ج ۹)

یعنی "کرمانی کا یہ استدلال جلی طور پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ دو طلاقوں کے جمع کرنے سے بینونت کبریٰ لازم نہیں ہوتی جبکہ تین طلاقوں سے بینونت کبریٰ لازم ہو جاتی ہے۔"

دلیل ثانی :

" فامساك بمعروف او تسریح باحسان " (البقرۃ ، ۲۲۹) سے بھی علامہ کرمانی اکٹھی تین طلاقوں کے جواز کا استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ " تسریح باحسان " عام ہے جو کہ دفعۃً ایقاعِ ثلاث کو شامل ہے۔

جواب :

اگر علامہ کرمانی نے " فامساك بمعروف " کی فائے تعقیب پر غور کیا ہوتا تو یقیناً اس کھینچ تان کی کوشش نہ کرتے کیونکہ تمام نحات کا اتفاق ہے کہ فائے تعقیب اپنے ماقبل کے وجود مابعد کے وجود سے پہلے چاہتی ہے جس کا مطلب ہے کہ پہلے دو طلاقیں ہوں گی پھر بعد میں تیسری طلاق ہو گی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خود حافظ ابن حجر شافعی نے بھی کرمانی کے اس استدلال کو مسترد کر دیا ہے :

" قلت وهذا لا بأس به لكن التسريح في سياق الاية انما هو فيما بعد ايقاع الثنتين فلا يتناول ايقاع الطلقات الثلاث الخ "

(فتح الباری ص۳۱۹ ج ۹)

دلیل ثالث :

" فطلقوهن بعدتهن " وفي مقام اخر " وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن " وللمطلقات متاع بالمعروف " وغيرها من الايات المطلقة من القرآن العزيز " ـــــــ استدلال کا وہی انداز ہے جو کہ پہلی دونوں آیات میں اختیار کیا گیا یعنی ان آیات میں ایک یا دو یا تین طلاق میں چونکہ فرق بیان نہیں ہوا لہٰذا جیسے ایک یا دو طلاقیں بیک زمن جائز ہیں اسی طرح تین طلاقیں بھی جائز ہوئیں۔

جواب :

سبل السلام میں ہے :

"بان الایتین مطلقتان، والحدیث صریح بتحریم الثلاث فتقید بہ الآیتان" (ص۱۴۳، ۱۴۴ ج ۳)

یعنی "یہ دونوں آیتیں مطلق ہیں اور حدیث میں حرمتِ طلاقِ ثلاثہ کی تصریح ہے پس یہ دونوں آیتیں اس حدیث سے مقید ہو گئیں اور مسئلہ زیر بحث میں حجت کے قابل نہ رہیں"

اور نیل الاوطار میں ہے:

"واجیب بان ھذہ عمومات مخصصۃ واطلاقات مقیدۃ بما ثبت من الادلۃ الدالۃ علی المنع من وقوع فوق الواحدۃ"

(نیل الاوطار ص۲۶۱ ج ۶)

یعنی "ان آیاتِ مقدسہ کا عمومی حکم ان دلائل صحیحہ ثابتہ کے ساتھ مقید ہے جو ایک سے زیادہ طلاقوں کے وقوع کی نفی کرتے ہیں"

دلیل رابع:

"ان عویمر العجلانی طلق امراتہ بثلاث بحضرتہ فلم ینکر علیہ" (متفق علیہ)

حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حضور میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے کر علیحدگی اختیار کر لی اور آپ نے اس کی اس کارروائی پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا تھا"

—— اندازِ استدلال وہی ہے کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں ناجائز ہوتیں تو آپ خاموشی اختیار نہ فرماتے

جواب:

نواب نور الحسن بخاری، امام محمد بن اسماعیل الصنعانی اور امام محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:

"بان ھذا التقریر لا یدل علی الجواز ولا علی وقوعہا الثلاث" الخ!

(فتح العلام ص۱۴۱ ج ۲)

"یہ تقریر نہ تو جواز کی دلیل ہے اور نہ وقوعِ طلاقِ ثلاثہ کی دلیل ہے کیونکہ نبی تو اس طلاق کے

بارے میں ہے جو مطلوب الدوام نکاح کی رافع ہو اور صحابی مذکور کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ نفس لعان سے ابدی افتراق اور دائمی جدائی واقع ہو جاتی ہے اس لیے انہوں نے بزعم خویش اور اپنے مقتضائے علم کے مطابق نفی امساک کے لیے طلاقیں دے ڈالیں چونکہ صحابی رض کا ایسا کرنا بے محل اور بے فائدہ تھا اس لیے آپ نے اس کی اس کارروائی پر کوئی التفات نہیں فرمایا لہٰذا اندریں صورت صحابی کا ایسا کرنا مطلوب پر دلالت نہیں کرتا۔ نیز ملاحظہ ہو سبل السلام ص۱۹۲ ج ۳۔ نیل الاوطار ص۲۵۶ ج ۶۔

دلیل خامس :

"فاطمۃ بنت قیس ان زوجہا طلقہا ثلاثا وانہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اخبر بذالک: قال لیس لہا نفقۃ وعلیہا العدۃ۔" (متفق علیہ صحیح مسلم ص۴۸۴ ج ۱)

"فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا، وہ نفقہ کی مستحق نہیں مگر اسے عدت گزارنا ہو گی۔"

جواب :

اگرچہ اس حدیث میں تین طلاقوں کا ذکر ہے مگر اس میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ تین طلاقیں بیک وقت دی گئی تھیں۔ ہاں ایک روایت میں "طلقہا ثلاثا جمیعا" کے الفاظ بھی موجود ہیں مگر اس روایت میں مجالد عن الشعبی متفرد ہے اور مجالد ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ بھی مقصود کے لیے کافی نہیں۔ بہر حال یہ روایت مجمل ہے اور مفصل کے علی الرغم یہ مجمل روایت دلیل نہیں بن سکتی۔

دلیل سادس :

"عن عائشۃ ان رجلا طلق امراتہ ثلاثا فتزوجت فطلق الاخر فسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتحل للاول فقال لا حتی یذوق عسیلتہا۔" (صحیح بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر جدا کر دیا تو اس مطلقہ نے ایک دوسرے آدمی سے نکاح

کر لیا تو پھر (اتفاقاً) دوسرے خاوند نے بھی طلاق دے دی تو (بطور فتوائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ "کیا وہ پہلے خاوند پر حلال ہو گئی ہے؟" تو آپؐ نے فرمایا کہ "جب تک اس کا پچھلا خاوند اس سے مجامعت نہ کرے پہلے پر حرام رہے گی"

جواب:

اس دلیل کے متعلق گزارش ہے کہ اگرچہ اس میں تین طلاقوں کا ذکر موجود ہے مگر اس میں بھی دلیل خامس کی طرح وضاحت نہیں کہ یہ طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی گئی تھیں۔ مختصر یہ کہ یہ دلیل بھی تشنہ اور تفصیل طلب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے وضاحت اس لیے طلب نہیں فرمائی تھی کہ پاس رہتے ہوئے عموماً اصل واقعہ کا علم ہوا ہی کرتا ہے بہرحال یہ حدیث مطلوب پر دلیل نہیں بن سکتی (فتح العلام ص ۲۴۲ ج ۲)

دلیل سابع:

"عن ابن عباس .... فقال عمر ان الناس قد استجلوا فی امر کان لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم"

(صحیح مسلم ص ۴۷۸ ج ۱)

یعنی "حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ لوگ ایسے کام (طلاق) میں جلد بازی کرنے لگ گئے ہیں جن میں انہیں ڈھیل چاہیے تھی، پس اگر ہم اس (طلاقِ ثلاثہ) کو جاری کر دیں (تو مناسب ہو گا) پس پھر جاری کر ہی دیا"

جواب:

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ جب اس مرخص امر (یعنی بیک وقت کی تین طلاقوں کا شرعاً ایک ہونا) کو غلط طور پر استعمال کیا جانے لگا تو اس کی روک تھام کے لیے حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اپنی فراستِ ایمانی، نورانی حکمتِ عملی اور شاہانہ پالیسی سے کام لیتے ہوئے یہ تعزیری اور تہدیدی آرڈر جاری کیا تھا کہ مجلسِ واحد کی تین طلاقیں قانوناً تین ہی شمار کی جائیں گی اور حضرت موصوف کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ اس متجاوز امر اور غلط رجحان سے باز آ جائیں ورنہ یہ آرڈر نہ تو کسی نصِ صریح پر مبنی تھا اور نہ یہ کوئی دوامی آرڈر تھا اور خود قائلینِ ثلاث کو بھی اس کا اعتراف ہے

جیساکہ مجمع الانہر اور بدر المنتقیٰ کے حوالہ سے فقیہ داماد آفندی حنفی، فقیہ قہستانی حنفی اور فقیہ تمرتاشی حنفی کا اعتراف حلی پہلے گزر چکا ہے۔

مزید برآں۔ یہ کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ تعزیری، تہدیدی اور ہنگامی آرڈر جب بارآور نہ ہوا تو آپ اپنے اس آرڈر پر سخت نادم ہوئے اور گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا تھا چنانچہ مسند اسماعیلی میں ہے:

" اخبرنا ابو یعلی حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن یزید بن ابی مالك عن ابیه قال قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون تلت النوائح " (اغاثة اللهفان لابن قیم ص۳۳۶)

"حضرت فاروقؓ نے فرمایا مجھے تین چیز دل پر نہایت ہی ندامت ہوتی ہے،

۱۔ طلاق کے حرام کرنے پر ۲۔ آزاد شدہ عورتوں سے نکاح سے منع کرنے پر،

۳۔ نوحہ کرنے والیوں کے قتل کا حکم دینا۔"

ایسی صورتِ حال میں حضرت فاروق اعظمؓ کے اس تعزیری، تہدیدی اور پھر ہنگامی آرڈر کو دلیل بنانا بڑی ہی کمزور بات ہے۔

دلیل ثامن:

دارقطنی میں حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی طلاق کے مشہور واقعہ میں کہا تھا:

" فقلت یارسول الله ارایت لو طلقتها ثلاثا اکان یحل ان اراجعها قال لا " (دارقطنی) "میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا تو پھر بھی مجھے حق رجوع حاصل ہوتا؛ تو آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں"۔

آپؐ نے چونکہ تین طلاقوں پر نکیر نہیں فرمائی لہٰذا معلوم ہوا بیک وقت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے ایک راوی عطاء خراسانی کو سعید بن مسیب نے

کذاب، امام شعبہ نے نسیاً منسیاً اور حافظ ابن حبان نے کثیر الوہم، سیئ الحفظ اور بطل الاحتجاج بہ کہا ہے۔ (نیل الاوطار ص۲۵۷، ج ۶)

علاوہ ازیں دوسرے حفاظ نے "لو طلقتہا" کے الفاظ ذکر نہیں کیے جس کی وجہ سے یہ حدیث منکر قرار پاتی ہے۔ "فافہم ولا تکن من القاصرین"

دلیل تاسع:

"عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امراة لہ الف تطلیقة فانطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر لہ ذلک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اتقی اللہ جدک اما ثلاث فلہ واما تسع مأة وسبع وتسعون فعدوان وظلم"
(مصنف عبد الرزاق بحوالہ نیل الاوطار ص۲۶۱)

یعنی "عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے ڈالیں، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا، تیرے دادے نے خدا کا خوف نہیں کیا لہٰذا تین تو واقع ہو چکی ہیں اور ۹۹۷ عدوان اور ظلم ہیں"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

جواب:

یہ حدیث سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس روایت کا ایک راوی یحییٰ بن علاء ضعیف اور دوسرا راوی عبید اللہ بن ولید ہالک اور تیسرا ابراہیم بن عبید اللہ مجہول راوی ہے لہٰذا ایسی موضوع روایت فصل خصومات میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

ان دلائل پر حافظ ابن تیمیہؒ کا تبصرہ:

"فکلہا احادیث ضعیفة باتفاق اھل العلم بالحدیث بل ھی موضوعة ویعرف اھل العلم بنقد الحدیث انہا موضوعة کما ھو مبسوط فی موضعہ" (فتاوی ابن تیمیہ ص۱۲ ج ۳)

امام شوکانی کا تبصرہ:

"والحاصل ان القائلین بالتتابع قد استکثروا من الاجوبة علی حدیث

ابن عباس وکلمها غیر خارجة عن دائرة التعسف والحق احق بالاتباع فان کانت تلک المحامات لاجل مذهب الاسلاف فهی احقر واقل من ان توثر علی السنة المطهرة وان کانت لاجل عمر بن الخطاب فاین یقع المسکین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ای مسلم من المسلمین یستحسن عقله وعلمه ترجیح قول صحابی علی قول المصطفیٰ" (نیل الاوطار ص۲۶۳ ج ۶)

حاشیہ ص ۲۰:

لہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ پہلے دو طلاقیں دے چکے تھے اور یہ ان کی آخری طلاق تھی جیسا کہ صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں تصریح موجود ہے، چنانچہ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

"ان فاطمة بنت قیس اخبرته انها کانت تحت ابی عمرو بن حفص بن المغیرة فطلقها آخر ثلاث تطلیقات"

(ص۲۵۴ ج ۲ باب نفقة المبتوتة)

اس وضاحت سے معلوم ہوا یہ طلاقیں بیک وقت نہیں دی گئی تھیں۔

---

* خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔
* وی۔ پی۔ پی واپس کرنا جرم ہے۔ چندہ کے خاتمہ کی اطلاع کے بعد اگر آپ خریداری جاری نہ رکھنا چاہتے ہوں تو براہ کرم دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں۔

شکریہ

مینجر